اعمالِ بد کو کریں ترک .

قرآن و حدیث کی روشنی میں

محمد احمد مبشر

دو باتیں

اَعُوذُ بِاللہ مِنَ الشَّیطٰنِ الَّرجِیمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
السلامُ علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔

اسْ وقت جو کتاب آپ کے ہاتھ میں موجود ہے اس میں کچھ برے کاموں کے بارے میں آگاہی فراہم کی گئی ہے ، ان سے اجتناب کا بیان ہے اور قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں ان برے کاموں کو ترک کرنے کو واضح کیا گیا ہے ۔ میں نے اپنی طرف سے اس کتاب کو آسان ، واضح اور عام فہم بنانے کی کوشش کی ہے ۔ اس کتاب میں قرآن مجید کی آیات ، مستند ترجمہ اور ضرورت کے مطابق آسان تفسیر بھی شامل کی گئی ہے ۔ترجمہ القرآن جناب محمد جونا گڑھی کا ہے ۔اس کے علاؤہ مستند کتب سے احادیث مبارکہ بھی شامل کی گئی ہیں ، نیز کوشش کی گئی ہے کہ صحیح احادیث مبارکہ ہی شامل ہوں ۔

مستند علماء کے فتویٰ بھی شامل ہیں ۔
اس کتاب میں جن گناہوں کو ترک کرنے کا ذکر ہے ان کی ترتیب نبی کریم ﷺ کی درج ذیل حدیث مبارکہ کے مطابق ہیں۔
ترجمہ: " **رسول اللہ ﷺ سے کبیرہ گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ، ماں باپ کی نافرمانی کرنا ، کسی کی جان لینا (نا حق) اور جھوٹ بولنا ۔**

محمد احمد مبشر
15-اکتوبر 2024

1.شرک ۔

شرک اُسے کہتے ہیں کہ خداتعالیٰ کی ذات
یا صفات میں کسی دوسرے کو شریک
کرے ، ذات میں شرک کرنے کے معنی یہ
ہیں کہ دوتین خدا ماننے لگے، جیسے
عیسائی کہ تین خدا ماننے کی وجہ سے
مشرک ہیں، اور جیسے آتش پرست کہ دو
خدا ماننے کی وجہ سے مشرک ہوئے، اور
جیسے بت پرست کہ بہت سے خدا مان کر
مشرک ہوتے ہیں ۔ صفات میں شرک کرنے
کا معنی یہ ہے کہ خدا کی صفات کی طرح
کسی دوسرے کے لیے کوئی صفت ثابت
کرنا، کیوں کہ کسی مخلوق میں خواہ وہ
فرشتہ ہو یا نبی ، ولی ہو یا شہید ، پیر ہو یا
امام، خداتعالیٰ کی صفتوں کی طرح کوئی
صفت نہیں ہوسکتی ۔
شرک فی الصفات کی چند قسمیں درج ذیل
ہیں:
(١) شرک فی القدرت: یعنی خداتعالیٰ کی
طرح صفتِ قدرت کسی دوسرے کے لیے

ثابت کرنا ،مثلاً: یہ سمجھنا کہ فلاں پیغمبر یا ولی یا شہید وغیرہ پانی برسا سکتے ہیں یا بیٹا بیٹی دے سکتے ہیں یا مرادیں پوری کرسکتے ہیں یا روزی دے سکتے ہیں یامارنا جِلانا اُن کے قبضے میں ہے یا کسی کو نفع اور نقصان پہنچا نے پر قدرت رکھتے ہیں ؛ یہ تمام باتیں شرک ہیں ۔

(۲) شرک فی العلم: یعنی خداتعالیٰ کی طرح کسی دوسرے کے لیے صفتِ علم ثابت کرنا، مثلاً یوں سمجھنا کہ خداتعالیٰ کی طرح فلاں پیغمبر یا ولی وغیرہ غیب کا علم رکھتے تھے یا خدا کی طرح ذرّہ ذرّہ کا انہیں علم ہے یا دور و نزدیک کی تمام چیزوں کی خبر رکھتے ہیں یہ سب شرک فی العلم ہے ۔

(۳) شرک فی السمع والبصر: یعنی خداتعالیٰ کی صفت ِ سمع یا بصر میں کسی دوسرے کو شریک کرنا، مثلاً: یہ اعتقاد رکھنا کہ فلاں پیغمبر یا ولی ہماری تمام باتوں کو دورونزدیک سے از خود سن لیتے

ہیں یا ہمیں اور ہمارے کاموں کو ہر جگہ سے دیکھ لیتے ہیں؛ سب شرک ہے ۔

(۴) شرک فی الحکمُ: یعنی خداتعالیٰ کی طرح کسی اور کو حاکم سمجھنا اور اس کے حکم کو خداکے حکم کی طرح ماننا، یہ بھی شرک ہے ۔

(۵) شرک فی العبادت : یعنی خداتعالیٰ کی طرح کسی دوسرے کو عبادت کا مستحق سمجھنا ، مثلاً: کسی قبریا پیر کو سجدہ کرنا یا کسی کےلیے رکوع کرنا، یا کسی پیر، پیغمبر ، ولی ، امام کے نام کا روزہ رکھنا یا کسی کی نذراور منت ماننی یاکسی قبر یا مرشد کے گھر کا خانہ کعبہ کی طرح طواف کرنا ؛یہ سب شرک فی العبادۃ ہے ۔

نیز بہت سے کام ایسے ہیں کہ اُن میں شرک کی ملاوٹ ہے، ان تمام کاموں سے پرہیز کرنا بھی لازم ہے ، جیسے : نجومیوں سے غیب کی خبریں پوچھنا ، پنڈت کو ہاتھ دکھلانا ، کسی سے فالکھلوانا، چیچک یا کسی اور بیماری کی چھوت کرنااور یہ سمجھنا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ

جاتی ہے ۔ تعزیہ بنانا ، علم اٹھانا ، قبروں پر چڑھاوا چڑھانا ، نذر نیاز گزراننا، خداتعالیٰ کے سوا کسی کے نام کی قسم کھانا،تصویریں بنانا یا تصویروں کی تعظیم کرنا ، کسی پیر یا ولی کو حاجت روا ،مشکل کشا کہہ کر پکارنا ، کسی پیر کے نام کی سر پر چوٹی رکھنا یا محرم میں اماموں کے نام کا فقیر بننا ، قبروں پر میلہ لگانا وغیرہ ۔*

***فتوی نمبر : 144003200184**

قرآن مجید کی روشنی میں:

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الشِّرۡکَ لَظُلۡمٌ عَظِیۡمٌ

”بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“

آیت قرآنی کے مطابق شرک سب سے بڑا ظلم یعنی سب سے بڑا گناہ ہے ۔

اس کے علاؤہ قرآن مجید میں متعدد بار مشرک کے بخشے نہ جانے کا ذکر ہے ۔ سورت النساء آیت 48 میں اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا (۴۸)

"یقیناً اللہ تعالٰی اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سِوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالٰی کے ساتھ شریک مُقّرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بُہتان باندھا ۔"

اسی ضمن میں ایک اور آیت اسی سورت کی آیت نمبر 116 بھی ہے ۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا (۱۱۶)

"اسے اللہ تعالٰی قطعًا نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے ، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا ۔ "

اسی سورت النساء میں آیت 51-52 میں شرک ہی کا ذکر کیا گیا ہے ۔

ترجمہ:

"کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصّہ مِلا ہے؟ جو بُت کا اور باطل معبود کا اعتقاد رکھتے ہیں اور کافروں کے حق میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان والوں سے زیادہ راہ راست پر ہیں (51)

یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالٰی نے لعنت کی ہے اور جسے اللہ تعالٰی لعنت کر دے ، تُو اس کا کوئی مددگار نہ پائے گا ۔ (52)

اس کی تفسیر یوں ہے کہ

"علماء یہود کی ہٹ دھرمی یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ جو لوگ محمد ﷺ پر ایمان لائے تھے ، ان کو وہ مشرکین عرب کی بہ نسبت زیادہ گمراہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان سے تو یہ مشرکین ہی زیادہ راہ راست پر ہیں ، حالانکہ وہ صریح طور پر دیکھ رہے تھے کہ ایک طرف خالص توحید ہے جس میں شرک کا شائبہ تک نہیں ، اور دوسری طرف صریح بت پرستی ہے جس کی مذمت سے ساری بائیبل بھری پڑی ہے ۔"
سورت المائدہ میں مشرکوں کو مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن قرار دیا گیا ۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔
ترجمہ:

"یقیناً آپ ایمان والوں کا سب سے زیادہ دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پائیں گے اور ایمان والوں سےسب سے زیادہ دوستی کے قریب آپ یقیناً انہیں پائیں گے جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں ، یہ اس لئے کہ ان میں علماء اور عبادت کے لئے گوشہ نشین افراد

پائے جاتے ہیں اور اس وجہ سے کہ وہ تکبر نہیں کرتے . ". (سورت المائدہ آیت 82)
مفتی تقی عثمانی صاحب اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ
"عیسائیوں میں چونکہ بہت سے لوگ دنیا کی محبت سے خالی ہیں، اس لئے ان میں قبول حق کا مادہ زیادہ ہے اور کم از کم انہیں مسلمانوں سے اتنی سخت دشمنی نہیں ہے، کیونکہ دنیا کی محبت وہ چیز ہے جو انسان کو حق کے قبول کرنے سے روکتی ہے، اس کے برعکس یہودیوں اور مشرکین مکہ پر دنیا پرستی غالب ہے، اس لئے وہ سچے طالب حق کا طرز عمل اختیار نہیں کرپاتے، عیسائیوں کے نسبۃً نرم دل ہونے کی دوسری وجہ قرآن کریم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ تکبر نہیں کرتے ؛ کیونکہ انسان کی انا بھی اکثر حق قبول کرنے میں رکاوٹ بن جاتی ہے، عیسائیوں کو جو مسلمانوں سے محبت میں قریب تر فرمایا گیا ہے اسی کا اثر یہ تھا کہ جب مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر ظلم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تو بہت سے مسلمانوں نے حبشہ کے

بادشاہ نجاشی کے پاس پناہ لی، اور نہ صرف نجاشی بلکہ اس کی رعایا نے بھی ان کے ساتھ بڑے اعزاز واکرام کا معاملہ کیا ؛ بلکہ جب مشرکین مکہ نے اپنا ایک وفد نجاشی کے پاس بھیجا اور اس سے درخواست کی کہ جن مسلمانوں نے اس کے ملک میں پناہ لی ہے انہیں اپنے ملک سے نکال کرواپس مکہ مکرمہ بھیج دے تاکہ مشرکین ان کو اپنے ظلم کا نشانہ بناسکیں، تونجاشی نے مسلمانوں کو بلا کر ان سے ان کا موقف سنا اور مشرکین مکہ کا مطالبہ ماننے سے انکار کردیا اور جو تحفے انہوں نے بھیجے تھے وہ واپس کردئے ؛ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ عیسائیوں کو جو مسلمانوں سے قریب تر کہا گیا ہے یہ ان عیسائیوں کی اکثریت کے اعتبار سے کہا گیا ہے جو اپنے مذہب پر عمل کرتے ہوئے دنیا کی محبت سے دور ہوں اور ان میں تکبر نہ پایاجاتا ہو ؛ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر زمانے کے عیسائیوں کا یہی حال ہے ؛ چنانچہ تاریخ میں ایسی بہت مثالیں ہیں جن میں

عیسائیوں نے مسلمانوں کے ساتھ بدترین معاملہ کیا۔"

قرآن مجید میں ان لوگوں کو کافر اور مشرک قرار دیا گیا ہے جو مسیح ابنِ مریم کو خدا مانتے ہیں ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ:

" بیشک وہ لوگ کافر ہوگئے جن کا قول ہے کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے حالانکہ خود مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے ، یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالٰی نے اس پر جنت حرام کر دی ہے ، اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا ۔"(سورت المائدہ آیت 72)

اللہ تعالیٰ روز قیامت مشرکین سے سوال کریں گے کہ تمہارے جھوٹے معبود کہاں ہیں ؟

سورت الانعام آیت 22-24 میں ارشادِ ربانی ہے:

ترجمہ:

"اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم ان تمام خلائق کو جمع کریں گے ، پھر ہم مشرکین سے کہیں گے کہ تمہارے وہ شرکا ، جن کے معبود ہونے کا تم دعویٰ کرتے تھے کہاں گئے ۔ "

"پھر ان کے شرک کا انجام اس کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوگا کہ وہ یوں کہیں گے کہ قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی ہم مشرک نہ تھے ۔ "

"ذرا دیکھو تو انہوں نے کس طرح جھوٹ بولا اپنی جانوں پر اور جن چیزوں کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے وہ سب غائب ہوگئے ۔ "

"اس کا مطلب کہ جب اللّٰہ مشرکین سے ان کے جھوٹے معبودوں کے بارے میں پوچھیں گے تو شروع میں تو وہ بوکھلاہٹ کے عالم میں جھوٹ بول جائیں گے، لیکن پھر قرآن کریم ہی نے سورۃ یس (65:36) اور سورۃ حم السجدہ (21:41) میں بیان فرمایا ہے کہ خود ان کے ہاتھ پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے، اور ان کا سارا جھوٹ کھل جائے گا۔ اس موقع کے

لیے سورۃ نساء (42:4) میں ہے کہ وہ کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے۔ اور آگے اسی سورت کی آیت نمبر 130 میں ہے کہ وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے۔"
اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ الانعام آیت 64 میں فرماتا ہے:
آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے ، تم پھر بھی شرک کرنے لگتے ہو ۔
علماء اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "یعنی یہ حقیقت کہ تنہا اللہ ہی قادر مطلق ہے ، اور وہی تمام اختیارات کا مالک اور تمہاری بھلائی اور برائی کا مختار کل ہے ، اور اسی کے ہاتھ میں تمہاری قسمتوں کی باگ ڈور ہے ، اس کی شہادت تو تمہارے اپنے نفس میں موجود ہے ۔ جب کوئی سخت وقت آتا ہے اور اسباب کے سر رشتے ٹوٹتے نظر آتے ہیں تو اس وقت تم بے اختیار اسی کی طرف رجوع کرتے ہو ۔ لیکن اس کھلی علامت کے ہوتے ہوئے بھی تم نے خدائی میں بلا دلیل و حجت اور بلا ثبوت دوسروں کو اس کا شریک بنا

رکھا ہے ۔ پلتے ہو اس کے رزق پر اور ان داتا
بناتے ہو دوسروں کو ۔ مدد پاتے ہو اس کے
فضل و کرم سے اور حامی و ناصر ٹھہراتے
ہو دوسروں کو ۔ غلام ہو اس کے اور بندگی بجا
لاتے ہو دوسروں کی ۔ مشکل کشائی کرتا ہے
وہ ، برے وقت پر گڑگڑاتے ہو اس کے سامنے
، اور جب وہ وقت گزر جاتا ہے تو تمہارے
مشکل کشا بن جاتے ہیں دوسرے اور نذریں
اور نیازیں چڑھنے لگتی ہیں دوسروں کے نام
کی ۔"
اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ شرک کرتے
ہیں ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے ۔
سورت الانعام کی آیت 81 میں ارشادِ باری
تعالیٰ ہے کہ
ترجمہ:
**"اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں
جن کو تم نے شریک بنایا ہے حالانکہ تم
اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کے
ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا ہے جن
پر اللہ تعالٰی نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی**

، سو ان دو جماعتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے اگر تم خبر رکھتے ہو ۔"
یعنی ،
" اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں شراکت کی کوئی سند موجود ہی نہیں۔ نہ عقل اور فطرت میں اس کی کوئی بنیاد ہے‘نہ کسی آسمانی کتاب کی تعلیمات میں کسی دوسرے معبود کے لیے کوئی گنجائش ہے"
سورت الانعام آیت 148 میں اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ مشرک کیا کہتے ہیں ؟ اللّٰہ فرماتا ہے:
"اب کہیں گے مشرک کہ اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا نہ ہم کچھ حرام ٹھہراتے ایسا ہی ان سے اگلوں نے جھٹلایا تھا یہاں تک کہ ہمارا عذاب چکھا تم فرماؤ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے کہ اسے ہمارے لیے نکالو ، تم تو نرے گمان (خام خیال) کے پیچھے ہو اور تم یونہی تخمینے کرتے ہو"
مفتی تقی عثمانی صاحب اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں " یہ پھر وہی بے ہودہ دلیل ہے جس کا جواب بار بار دیا جاچکا ہے یعنی یہ کہ

اگر اللہ کو شرک ناگوار ہے تو وہ ہمیں شرک پر قدرت ہی کیوں دیتا ہے ؟ جواب بار بار دیا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو اپنی قدرت کے ذریعے زبردستی ایمان پر مجبور کردے تو پھر امتحان ہی کیا ہوا؟ دنیا تواسی امتحان کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ کون شخص اپنی سمجھ اور اپنے اختیار سے وہ صحیح راستہ اختیار کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی فطرت میں بھی رکھ دیا ہے اور جس کی طرف رہنمائی کے لئے اتنے سارے پیغمبر بھیجے ہیں۔"

سورت الانفال آیت 35 میں اللّٰہ تعالیٰ مشرکین کے طرزِ عمل کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

"اور ان کی نماز کعبہ کے پاس صرف یہ تھی سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا سو اپنے کفر کے سبب اس عذاب کا مزہ چکھو ۔ "

اللّٰہ تعالیٰ سورت الانفال آیت 50 میں فرماتا ہے کہ فرشتے کفار اور مشرک کی روح کیسے قبض کرتے ہیں ، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ:

" فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں ان کے منہ پر اور سرینوں پر مار مارتے ہیں (اور کہتے ہیں) تم جلنے کا عذاب چکھو . "
قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے مسجد الحرام میں داخلہ کو ممنوع قرار دیا ہے .
سورت التوبہ کی آیت 28 میں اللّٰہ رب العالمین فرماتے ہیں:
"اے ایمان والو! بیشک مشرک بالکل ہی ناپاک ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں اگر تمہیں مفلسی کا خوف ہے تو اللہ تمہیں دولت مند کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے اللہ علم و حکمت والا ہے . "
علماء اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:
" آئندہ مشرکین کے لیے حج اور ان کی زیارت ہی بند نہیں بلکہ مسجد حرام کے حدود میں ان کا داخلہ بھی بند ہے تاکہ شرک و جاہلیت کے اعادہ کا کوئی امکان باقی نہ رہے . " ناپاک " ہونے سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ بذات خود ناپاک ہیں ، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے

اعتقادات ، ان کے اخلاق ، ان کے اعمال اور ان کے جاہلانہ طریق زندگی ناپاک ہیں ، اور اسی نجاست کی بنا پر حدود حرم میں ان کا داخلہ بند کیا گیا ہے ۔ امام **ابوحنیفہ** کے نزدیک اس سے مراد صرف یہ ہے کہ وہ حج اور عمرہ اور مراسم جاہلیت ادا کرنے کے لیے حدود حرم میں نہیں جا سکتے ۔ **امام شافعی** کے نزدیک اس حکم کا منشا یہ ہے کہ وہ مسجد حرام میں جا ہی نہیں سکتے ۔ اور **امام مالک** یہ رائے رکھتے ہیں کہ صرف مسجد حرام ہی نہیں بلکہ کسی مسجد میں بھی ان کا داخل ہونا درست نہیں ۔"

اللہ تعالیٰ سورت التوبہ کی آیت 30 اور 31 میں یہودیوں اور عیسائیوں کے شرک کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ:

"یہود کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ قول صرف ان کے منہ کی بات ہے ۔ اگلے منکروں کی بات کی یہ بھی نقل کرنے لگے

اللہ انہیں غارت کرے وہ کیسے پلٹائے جاتے ہیں ۔"(30)

"ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔ "(31)

حضرت عزیر (علیہ السلام) ایک جلیل القدر پیغمبر تھے،(ان کو بائبل میں عزرا کے نام سے یاد کیا گیا ہے، اور ایک پوری کتاب ان کے نام سے منسوب ہے) اور جب بخت نصر کے حملے میں تورات کے نسخے ناپید ہوگئے تھے توانہوں نے اپنی یادداشت سے دوبارہ لکھوایا تھا، اور شائد اسی وجہ سے بعض یہودی انہیں اللہ تعالیٰ کا بیٹا ماننے لگے تھے، یہاں یہ واضح رہے کہ ان کا بیٹا ماننے کا عقیدہ سب یہودیوں کا نہیں ہے ؛ بلکہ بعض یہودیوں کا ہے جو عرب میں بھی آباد تھے۔

مصر ، یونان ، روم ، ایران اور دوسرے ممالک میں جو قومیں پہلے گمراہ ہو چکی تھیں

ان کے فلسفوں اور اوہام و تخیلات سے متاثر ہو کر ان لوگوں نے بھی ویسے ہی گمراہانہ عقیدے ایجاد کر لیے۔
مفتی تقی عثمانی صاحب کے مطابق آیت 30 کے دوسرے حصے کی تفسیر یوں ہے کہ
"اس سے مراد غالباً عرب کے مشرکین ہیں جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔"
آیت 31 میں عالموں اور درویشوں کو خدا بنانے کا جو مطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنے علماء کو یہ اختیارات دے رکھے ہیں کہ وہ جس کو چاہیں، حلال اور جس چیز کو چاہیں، حرام قرار دے دیں، واضح رہے کہ عام لوگ جو کسی آسمانی کتاب کا براہ راست علم نہیں رکھتے، ان کو شریعت کا حکم معلوم کرنے کے لئے علماء سے رجوع توکرنا ہی پڑتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے شارح کی حیثیت میں ان کی بات ماننی بھی پڑتی ہے۔ اس کا حکم خود قرآنِ کریم نے سورۂ نحل (14: 43) اور سورۂ انبیاء (21:7) میں دیا ہے۔ اس حد تک تو کوئی بات قابل اعتراض نہیں۔ لیکن

یہود ونصاریٰ نے اس سے آگے بڑھ کر اپنے علماء کو بذات خود احکام وضع کرنے کا اختیار دے رکھا تھا کہ وہ آسمانی کتاب کی تشریح کے طور پر نہیں،؛ بلکہ اپنی مرضی سے جس چیز کو چاہیں، حلال اور جس چیز کو چاہیں، حرام قرار دے دیں، خواہ ان کا یہ حکم اللہ کی کتاب کے مخالف ہی کیوں نہ ہو۔"

اس کے علاؤہ مسلمانوں کو مشرکین کے لیے دعا کرنے سے روکا گیا ہے ۔قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

ترجمہ:

"پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں "(سورت التوبہ آیت 113)

تفسیر ابن جریر میں روایت ہے کہ بعض مسلمانوں نے اپنے مشرک باپ دادوں کے لیے استغفار کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا جس پر یہ

آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ وہ جہنمی ہیں اور ان کے لیے دعا نہ کریں ۔

سورت یونس کی آیت 28 -29 میں اللّٰہ رب العزت فرماتے ہیں کہ مشرکین کے جھوٹے معبود بے جان ہیں اور ان کی عبادت سے بے خبر ہیں ۔ ارشادِ ربانی ہے:
"اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس روز ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ ٹھہرو پھر ہم ان کی آپس میں پھوٹ ڈال دیں گے اور ان کے وہ شرکا کہیں گے کہ کیا تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے ۔ (28)
سو ہمارے تمہارے درمیان اللہ کافی ہے گواہ کے طور پر کہ ہم کو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی ۔ "(29)
یعنی جن بتوں کو انہوں نے خدا مان رکھا تھا وہ توبے جان تھے، اس لئے انہیں پتہ ہی نہیں تھا کہ یہ لوگ ان کی عبادت کرتے تھے، اس لئے جب اللہ تعالیٰ ان کو زبان عطا فرمائیں گے تو شروع میں تو وہ صاف انکار کردیں گے کہ

یہ لوگ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے، پھر جب بعد میں انہیں پتہ چلے گا کہ واقعی ان کی عبادت کرتے تھے تو وہ کہیں گے کہ اگر کرتے بھی تھے تو ہمیں اس کا پتہ نہیں تھا۔

سورت یوسف آیت 106 میں اللہ فرماتا ہے کہ
مَا یُؤۡمِنُ اَکۡثَرُہُمۡ بِاللّٰہِ اِلَّا وَ ہُمۡ مُّشۡرِکُوۡنَ (۱۰۶)
ترجمہ: "ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں ۔"
جب لوگوں نے نشان راہ سے آنکھیں بند کیں تو سیدھے راستے سے ہٹ گئے اور اطراف کی جھاڑیوں میں پھنس کر رہ گئے ۔ ایسے کم انسان ایسے ہیں جو منزل کو بالکل ہی گم کر چکے ہوں اور جنہیں اس بات سے انکار ہو کہ خدا ان کا خالق و رازق ہے ۔ بلکہ انسان جس گمراہی میں مبتلا ہیں ، وہ انکار خدا کی گمراہی نہیں بلکہ شرک کی گمراہی ہے ۔ یعنی وہ یہ نہیں کہتے کہ خدا نہیں ہے ، بلکہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ خدا کی ذات اور اس کی صفات ، اختیارات اور حقوق میں دوسرے بھی کسی نہ کسی طرح شریک ہیں ۔

سورت بنی اسرائیل آیت 57 میں اللّٰہ تعالیٰ ان لوگوں کی کیفیات بیان کر رہا ہے جن کو مشرکین اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔
ارشادِ ربانی ہے:
ترجمہ:
" جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں ، (بات بھی یہی ہے) کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے۔"
ادھر مراد بت نہیں بلکہ وہ فرشتے اور جنات ہیں جن کو مشرکین عرب خدائی کا درجہ دیا کرتے تھے، مطلب یہ ہے کہ یہ خدا تو کیا ہوتے خود اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، اور اس کے تقرب کے راستے ڈھونڈتے رہتے ہیں۔

سورت الانبیاء کی آیت 98 میں اللّٰہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ:

" تم اور اللہ کے سوا جن جن کی تم عبادت کرتے ہو سب دوزخ کا ایندھن بنو گے ، تم سب دوزخ میں جانے والے ہو . "

پتھر کے جن بتوں کی یہ مشرکین عبادت کرتے تھے ان کو بھی سزا کے طور پر نہیں بلکہ اس لئے جہنم میں ڈالا جائے گا تاکہ اس بات کا عملی مظاہرہ کیا جائے کہ جن بتوں کو تم خدا سمجھتے تھے وہ آخر کار کتنے بے بس ثابت ہوئے۔

سورت الحج آیت 73 میں رب العالمین مشرک اور جھوٹے معبود کی حیثیت بیان فرماتے ہیں:

ترجمہ:

"اے لوگو ! ایک مثال بیان کی جاتی ہے سو اسے غور سے سنو ، یقیناً وہ لوگ جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو ایک مکھی بھی ہرگز پیدا نہیں کریں گے اور اگرچہ وہ سب کے سب اس کے لیے جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ بھی چھین لے تو اُسے اُس سے وہ چھڑا بھی نہیں

سکتے طلب کرنے والا بھی کمزور ہے اور جس سے طلب کیا گیا وہ بھی کمزور ہے ۔ "

سورت العنکبوت میں اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے والدین بھی تمھیں شرک کرنے کا کہیں تو نہ کرو ۔ ارشادِ ربانی ہے:

ترجمہ:

"ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے ہاں اگر وہ یہ کوشش کریں کہ آپ میرے ساتھ اسے شریک کرلیں جس کا آپ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانیئے تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے پھر میں ہر اس چیز سے جو تم کرتے تھے تمہیں خبر دوں گا ۔ "

اس آیت نے یہ اصول بتا دیا ہے کہ اگر والدین کافر ہوں، تب بھی ان کے ساتھ عام برتاؤ میں نیک سلوک کرنا چاہئے اور ان کی توہیں یا ان کو تکلیف پہنچانا مسلمان کا کام نہیں ہے لیکن اگر وہ کفر و شرک پر مجبور کریں تو ان کا کہا ماننا جائز نہیں۔

سورت العنکبوت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی
مثال ایسی بیان کی ہے کہ کوئی مکڑی کے
جالے پر بھروسہ کر رکھے
ارشاد باری تعالیٰ ہے:
ترجمہ:
**"جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز
مقرر کر رکھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی
ہے کہ وہ بھی ایک گھر بنا لیتی ہے ،
حالانکہ تمام گھروں سے زیادہ بودا گھر
مکڑی کا گھر ہی ہے کاش! وہ جان لیتے . "**
یعنی کاش یہ لوگ جانتے کہ جن جھوٹے خداؤں
پر انہوں نے بھروسہ کیا ہوا ہے وہ مکڑی کے
جالے سے زیادہ کمزور ہیں، اور انہیں کوئی
فائدہ نہیں پہنچاسکتے۔

اس کے علاؤہ قرآن مجید میں حضرت لقمان
کی اپنے لخت جگر کو کی گئی نصیحتیں
تفصیل سے سورت لقمان میں بیان کی گئی ہیں ۔
ان نصیحتوں میں بھی شرک نہ کرنے کی
نصیحت کی گئی ہے ۔

تفصیل کے لیے سورت لقمان کی آیت 12-19 تک کا مطالعہ مفید رہے گا ۔

سورت الاحقاف آیت 4 میں رب العالمین مشرکین سے ان کے شرک کی دلیل کا مطالبہ کرتے ہیں ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ:

"آپ کہہ دیجئے! بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں میں اِن کا کون سا حصہ ہے ؟ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے ہی کی کوئی کتاب یا کوئی علم ہی ہے جو نقل کیا جاتا ہو میرے پاس لاؤ ۔ "

مشرکین کے پاس اپنے شرک والے عقیدوں کو ثابت کرنے کے لئے نہ کوئی عقلی دلیل ہے جو یہ ثابت کرسکے کہ جن معبودوں کو یہ پوجتے ہیں، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خدائی میں کوئی حصہ لیا ہے، اور نہ کوئی نقلی دلیل ہے، نقلی دلیل دو قسم کی ہوسکتی ہے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے کوئی ایسی کتاب

نازل ہوئی ہو جس میں ان معبودوں کو اللہ تعالیٰ کی خدائی میں شریک قرار دیا گیا ہو، مشرکین سے کہا جارہا ہے کہ اگر ایسی کوئی کتاب ہے تو لاکر دکھاؤ، نقلی دلیل کی دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ کسی پیغمبر نے کوئی بات کہی ہو، اور اس بات پر کوئی علمی سند موجود ہو کہ واقعی انہوں نے ایسا کہا ہے، کوئی روایت جس کی بنیاد علم پر ہو سے مراد یہی ہے
خلاصہ یہ کہ مشرکین کے پاس اپنے عقیدے کے ثبوت میں نہ کوئی آسمانی کتاب ہے اور نہ کسی پیغمبر کا کوئی قول جو مستند طریقہ پر ثابت ہو۔

سورت الزمر آیت 3 میں اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے:
ترجمہ:
"خبردار اللہ تعالیٰ ہی کے لیئے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبے تک ہماری رسائ کرادیں یہ لوگ جس کے بارے

میں اختلاف کررہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا ۔ جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا ۔ "

رب العالمین سورت الزمر آیت 65 میں
فرماتے ہیں کہ اگر نبی بھی شرک کریں گے تو
ان کے تمام اعمال بھی ضائع ہو جائیں گے ۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ:

"یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا ۔ "

یعنی شرک کے ساتھ کسی عمل کو عمل صالح قرار نہیں دیا جائے گا ، اور جو شخص بھی مشرک رہتے ہوئے اپنے نزدیک بہت سے کاموں کو نیک کام سمجھتے ہوئے کرے گا ان پر وہ کسی اجر کا مستحق نہ ہو گا اور اس کی پوری زندگی سراسر زیاں کاری بن کر رہ جائے گی ۔

اللّٰہ تعالیٰ سورت الشوریٰ آیت 21 میں فرماتا ہے کہ غیر اللہ جو شرعی احکام دیں اور وہ اللّٰہ نے مقرر نہ کیے ہوں تو ان پر عمل کرنا بھی شرک ہے ۔ ارشادِ ربانی ہے:

ترجمہ:

کیا ان لوگوں نے ایسے (اللہ کے) شریک (مقرر کر رکھے) ہیں جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیئے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں اگر فیصلے کا دن کا وعدہ نہ ہوتا تو (ابھی ہی) ان میں فیصلہ کر دیا جاتا یقیناً (ان) ظالموں کے لیئے ہی دردناک عذاب ہے ۔

کتاب کے اس حصے کے آخر میں قرآن مجید کی سورت الاخلاص کا حوالہ دینا ضروری سمجھتا ہوں ۔ یہ سورت دراصل اللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ کا مختصر اور جامع تعارف ہے ۔

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ(۱)

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالٰی ایک(ہی) ہے ۔

اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ(۲)

اللہ تعالٰی بے نیاز ہے ۔

لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ(٣)
نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے
پیدا ہوا ۔
وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ٪(۴)
اور اس کے جوڑ کا کوئی بھی نہیں